

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (ع۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ایچ۔ اے۔ وائلی صاحب مینجر
ایمپرس روڈ۔ لاہور

جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام مینجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین واشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۰ مئی ۱۹۲۶ء	نمبر ۲۰

بھوت کا سایہ

کانفرنس اور قوم

عنوان الفوق کی ذیل میں اجلاس کانفرنس منعقدہ کلارک آباد کے چشم دید حالات مسٹر موسے خاں نے تحریر کرکے نذر ناظرین کئے ہیں۔ جن پر غور وفکر کرنا ہر ایک پنجابی مسیحی کا فرض ہو۔ یہ بات کسی بالبصیرت صاحب کی نظر سے پوشیدہ نہیں کہ پنجاب کرسچن کانفرنس پنجابی مسیحیوں کی نمائندہ ہو کر ایک رجسٹرڈ باڈی ہے جس سے ہر ایک پنجابی مسیحی کی وابستگی اور دلچسپی متصور ہے۔ عام خیال کے موافق کانفرنس ہی پنجاب کے ۳ لاکھ مسیحیوں کی خیر وشر کی ذمہ وار ہے۔ لیکن اگر پنجاب کرسچن کانفرنس پر وہ بیان صادق آسکے جو مسٹر موسے خاں نے لکھا ہے تو ہمارے خیال میں کانفرنس کو پنجابی مسیحیوں کا صرف اسی وجہ سے نمائندہ کہا جا سکتا ہے کہ کانفرنس کا نام رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ جو نقائص وعیوب کرسچن کانفرنس کے نظام میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ اگرچہ وہ کانفرنس کے وجود کو مسیحیوں کے لئے ایک حد تک بے سود ظاہر کرتے ہیں تو بھی اگر مسیحیوں کو کانفرنس سے ہمدردی ہو اور کانفرنس کو مسیحیوں کی بہتری اور بہبودی مطلوب ہو تو وہ مسٹر موسی خاں کے بیان کو پڑھ کر ان نقائص وعیوب کی آسانی سے اصلاح کر سکتے ہیں ورنہ پنجاب کے مسیحیوں کو کانفرنس کی ذمہ واری سے اسے بلا تسکین (؟) مستعفی کر دینا چاہئے اور اپنی فلاح وبہبودی کا کوئی دوسرا انتظام تجویز کرنا چاہئے۔ کیونکہ موجودہ صورت میں پنجاب کرسچن کانفرنس کا پنجاب کے ۳ لاکھ مسیحیوں کی نمائندہ متصور ہونا عوام کو فرد کسی قدر مشکل میں ڈالیگا۔ کیا پنجاب کے مسیحی کرسچن کانفرنس کو بھی مدد دے کر اسے حقیقی معنوں میں ۳ لاکھ مسیحیوں کی نمائندہ نہیں بنا سکتے؟ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس آخری سوال کے جواب میں اپنے اپنے خیالات سپرد قلم کرکے ہمارے پاس روانہ فرمائینگے۔ ایڈیٹر

رسالہ اشاعت عروج گجرات میں ہم نے ایک مضمون بنام اُس کانفرنس کی گھوٹالا درج کرایا ہے۔ ناظرین کرام نے اگر اُسے بغور مطالعہ کیا ہو تو اُن پر بخوبی مبرہن ہو چکا ہوگا کہ انڈین کرسچن کانفرنس پنجاب نے مسیحیان صوبہ پر اپنی ہستی۔ مقاصد لائحہ عمل اور کارگزاری کو ظاہر کرنے کی کبھی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس لئے نہ کرسچن کانفرنس ہی مسیحیان پنجاب سے واقف ہے اور نہ وہ ہی اس سے روشناس۔ اندریں حالات اگر کانفرنس مسیحیان پنجاب کی نمائندگی اور مختاری کا دم بھرے تو بحوالہ

ثنائے خود بخود گردن نہ زیبد مرد دانا را

کے موافق اس کا دعوٰی قابل قبول نہیں۔

ابھی ہمارے خیالات وقیاسات کا یہ مظاہرہ شائع بھی نہ ہوا تھا کہ حقائق باطنی اور واقعات اندرونی یکایک بے نقاب ہو کر ہمارے سامنے آموجود ہوئے اور اُنہوں نے ہمارے بیان کی لفظاً ومعناً تائید وتصدیق کر دی۔ دو سال کا عرصہ گذرا کہ لاہور میں پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس کا اجلاس ہوا اور دیہاتی بھی اڑھائی تین ہزار کی تعداد میں اس لئے شامل جلسہ ہوئے کہ کانفرنس ان کو مفت یا برائے نام قیمت پر زمین دلائیگی۔ ایک رونق کے لئے کانفرنس کی غذائے فرحت پیام نے پنجاب کے دیہات کو مسیحیوں سے خالی کر دیا۔ اور جنہوں نے وہ جم غفیر اپنی آنکھوں دیکھا اُس کے دماغ پر کانفرنس کے بھوت کا رعب دواب آج تک قائم چلا آتا ہے۔ وہ کانفرنس کے بہار کے دن تھے۔ اور اس کا حُسن وتجمل اپنی پوری تر وتازگی سے بہرہ اندوز ہو چکا تھا۔ مگر دو سال کے بعد یعنی امسال ماہ مارچ میں اسی بہار دیدہ گلشن کانفرنس کی گلگشت کو جب بلبلان بیتاب گوجرانوالہ پہنچیں تو صیاد بے داد نے للکار کر کہا کہ خبردار اب وہ زمین کا بھول تم کو

نہیں مل سکتا۔ اب تو اِن بلبلانِ سحر الحان نصیب نے یک آواز یوں نغمہ سنجی شروع کر دی۔

رباعی

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا۔
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تغافل تھا
خزاں آئی تو باقی کچھ نہ تھا جز خار گلشن کے
بتاتا تھا باغباں رو رو کہاں غنچہ یہاں گل تھا

یہ درد انگیز نوحہ ہے جسے مسٹر رحمت مسیح صاحب نے عروج کی اشاعت اول میں سپرد قلم فرما دیا تھا۔

تقریب نقاب کشائی

۳۰ اپریل ۱۹۲۷ء کو نیشنل مشنری سوسائٹی پنجاب کی موتمر سالانہ کا اجلاس کلارک آباد میں منعقد ہوا ہم بھی اس میں شامل ہوئے۔ اجلاس شبینہ کے اختتام پر جب دس بجے رات کو خبر کاہی جلسہ سونے کے لئے روانہ ہونے لگے تو یک بیک ایک بلند آواز نے یوں پکارا۔ اے صاحبان۔ ابھی اس جگہ پنجاب انڈین کرسچن کانفرنس کا اجلاس انتظامیہ قائم ہوگا۔ غیر ممبروں کو بھی ٹھہرنے کا حق حاصل ہے۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید ۱۹۲۶ء کی طرح اس ندائے ناگہانی کے بلند ہوتے ہی دیہاتی مسیحوں کی جوق در جوق پلٹنیں پردہ غیب سے غول ہائے بیابانی کی مانند نمودار ہونا شروع ہو جائیں گی۔ مگر جب چشم تجسس نے دل و دماغ کو یقین دلا دیا کہ سوائے پریذیڈنٹ خزانچی اور سکرٹری کے کرسچن کانفرنس کا کوئی بھی آدمی یہاں موجود نہیں ہے تو ہماری قوت تدبر و حماقت تفکر کی کشتی دریائے تحیر کی امواج متلاطم میں مستغرق ہو گئی اور ہم چند عرصہ تک یہ باور ہی نہ کر سکے کہ اتنی بڑی عظیم الشان کلیسیا پنجاب کی نمائندہ انجمن کا اجلاس صرف تین ہی اشخاص پر مشتمل ہے۔ آخر جب یقین ہو گیا کہ کانفرنس کے صرف تین ممبر اور این۔ ایم۔ ایس اور اہل خانہ کے جملہ نفوس کی تعداد ۱۱ ہے تو ہم نے جانا کہ یہ دو ہڈیل ڈھانچہ جسے کرسچن کانفرنس پنجاب کا نام دیا جاتا ہے جسم بے جان اور جسد غیر متحرک ہے اور بھوت کے سایہ سے کسی طرح کم دہشتناک نہیں۔ بس اس صورت میں کرسچن کانفرنس کی پردہ نشین پری کے منہ سے گھونگٹ اتر گیا۔ ان خوش نصیب نظارہ بین نگاہوں میں ایک ہماری چشمان بلند بخت بھی تھیں۔ اگر این ایم۔ ایس کے ۱۱ آدمی نہ ہوتے تو اجلاس تین آدمیوں ہی کا تھا۔

وا کر دیئے ہیں شوق نے بند نقاب حسن
غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

ہو کا عالم

ہائے۔ اس عالم بیکسی اور شان بے بسی کا کیا ذکر کریں نہ قلم کو یارائے بیان اور نہ زبان کو طاقت کلام۔ کانفرنس کے اجلاس انتظامیہ میں صرف تین اصحاب کا ہی موجود ہونا حاضرین کے سنگلاخ قلوب کو پانی پانی کر دینے کے لئے کافی سے زیادہ تھا۔ کسی کے جنازہ کو اٹھانے کے لئے چار آدمی آجایا کرتے ہیں مگر کانفرنس کے اجلاس میں جنازہ سے بھی کم رونق دیکھ کر ہر ایک کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ رائے بہادر اے۔ سی مکرجی صاحب جو آل انڈیا کرسچن کانفرنس کے صدر ہیں۔ این۔ ایم۔ ایس کی مجلس سالیانہ میں شمولیت کے باعث اس موقع پر حاضر تھے ان کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ خدا جانے وہ جلسہ تھا یا شہر خموشاں میں ہو کا عالم۔ ابھی دو سال ہوئے کہ لاہور میں اسی کانفرنس کے جلسہ پر اس قدر ہجوم کثیر تھا کہ تنگئ خانہ کانفرنس میں ۴۰۔۵۰۔۔۔۔ پیٹیں ہی شکستہ ہو گئی تھیں۔ نگاہ نظارہ جو پکار اٹھی کہ

بہار دیکھ کے کیا موسم خزاں دیکھیں
نکال دے ہمیں اے باغبان گلستاں سے

کیا ہوا

آخر اس چودہ یاری میں بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا جیسے شاید کوئی من چلا اہل قلم کانفرنس کا کلارک آباد میں غیر معمولی جلسہ لکھے گا۔ مسٹر مکرجی صاحب صدر مع الصدر کو کرسی صدارت پر متمکن ہونے پر مجبور کیا گیا اور وہاں وہ مسئلہ شروع ہوا کہ جس کے غور و فکر کے لئے ساری مسیحی قوم کی شمولیت درکار تھی۔ اور جس کا فیصلہ یا تو قوم کی قوم کو قعر ذلت و فلاکت میں غرق کر سکتا ہے یا قوم کی کشتی کو ساحل مراد تک لے جا سکتا ہے۔ ان دو تین نمائندوں نے چاہا کہ قوم کے نام پر خود ہی ایک فیصلہ کر دیں مگر ہم نے روکا اور سمجھایا کہ جب تک قوم کسی شخص کو مختار مقرر نہیں کرتی کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی جائداد اور نفع و ضرر کے سیاہ و سفید کا اپنے آپ ہی مختار بن بیٹھے۔ جب قوم کو کانفرنس کا اور کانفرنس کو قوم کا پتہ و علم نہیں تو قوم کے علم صلاح و مشورہ اور رائے و فیصلہ کے بغیر کیسے تین آدمیوں کی قلیل ترین جماعت قوم کی نسبت کوئی فیصلہ دے سکتی ہے؟ ہم نے چند سوالات کئے تھے

(۱) پنجاب میں مسیحیوں کی آبادی کتنی ہے؟
(۲) پنجاب کرسچن کانفرنس کے مکمل کتنے ممبر ہیں؟
(۳) کارکن کمیٹی کانفرنس کے ارکان کی تعداد کیا ہے؟
(۴) کورم کتنا ہے یعنی کم از کم کتنے کارکن ممبروں کی موجودگی اجلاس انتظامیہ کمیٹی کے لئے لازم ہے؟
(۵) اس سال کا کل چندہ کتنا ہے؟
(۶) کتنے اضلاع پنجاب میں کانفرنس کے ممبر موجود ہیں تفصیل وار بتایا جائے۔
(۷) گوجرانوالہ سیالکوٹ اور لاہور کے باہر پنجاب کے دیگر مقامات میں کیوں انجمن کی شاخیں نہیں۔ اور اجلاس نہیں ہوتے؟
(۸) کرسچن کانفرنس کے آرگن مسیحی میں کیوں کانفرنس کے مقصد اور نظام عمل کا ذکر نہیں ہوتا؟
(۹) جب کورم دس ممبروں کا ہے اور یہاں صرف تین ممبر موجود ہیں تو کس طرح یہ جلسہ حسب قواعد جلسہ کہلا سکتا ہے؟
(۱۰) کیا پہلے اجلاس کی بھی ایسی ہی صورت ہوا کرتی ہے؟

ہم نے اس قسم کے کوڑیوں سوالات محض اس غرض سے دریافت کئے کہ ان کے جوابات سے ہم کو کانفرنس کی ہستی اور فائدہ کا علم ہو جائے۔ اور ساتھ ہی ہم حتی المقدور دوسرے مسیحیوں میں

دیکھو صفحہ ۱۱



نور افشاں

مطبوعہ ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء

ہندو و آریہ دھرم اور شدھی کے معنے

گذشتہ اشاعتوں میں ہندو و آریہ رہنماؤں کی تحریروں سے ہم نے اس قدر حقیقت آشکارا کی کہ ہندو صاحبان کی پشت حاضرہ کے سرکردہ اصحاب نے کسی نہ کسی وجہ سے مجبور ہو کر ہندو آریہ دھرم کے حدود و قیود کو جو پیشتر بخیل کے سینہ سے بھی زیادہ تنگ و تاریک تھے۔ اسقدر وسیع فرما دیا ہے کہ ہندو آریہ دھرم کے جملہ عیوب کو اُنکی خوبی بنا دکھائیں۔ ممکن ہے کہ ہندو آریہ دھرم کے اُن رہنماؤں کی وہ مدح سرائی جو انہوں نے ہندو آریہ دھرم کی کی ہے تا واقفوں کی تسلی اور اطمینان کا موجب ہو۔ لیکن واقفکار اصحاب اُن کی آراء سے ہرگز تسلی نہیں پا سکتے ہیں۔ جو ہندو آریہ دھرم "سب کچھ کا" اور "کچھ نہیں کا" مرکب ہو اور اپنی بنیاد میں چاروں دید۔ دیدوں کے برہمنان۔ اپنشد۔ چھ شاستر۔ مہابھارت راماین۔ ۱۸ پران۔ منوسمرتی اور دیگر سمرتیاں اور بدھ کی تصنیفات وغیرہ رکھتا ہو۔ اُسے وہ معنے دینا جو اُسے دیئے جا رہے ہیں واقعی کسی مجبوری کا اظہار ہیں۔ کیونکہ اس بات کو ثابت کیا جا سکتا ہے کہ زمانے کے مخالف اسباب نے ہندو رہبروں کو اس قدر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اب اپنے آبائی ہندو آریہ دھرم کی کسی طرح حفاظت نہیں کر سکتے ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے مخالفوں سے جنگ کرنے کے لئے فقط "ہندو" کو محاذِ جنگ بنایا ہے۔ تاکہ ہر ایک غیر مسلم ہندوؤں کے شمار میں آسانی سے داخل کر لیا جا سکے اور اس کے عقائد سے ہر ایک اعتراض کو روک لیا جا سکے اور اُس کے طرزِ عمل کو اپنا بنایا جا سکے۔ تاکہ ہندو و آریہ صاحبان مخالفوں کے مقابل اپنی جمعیت کو قائم رکھ سکیں۔

ہم بھی ہندو آریہ دھرم کی تعریفات کے خلاف نہیں ہیں لیکن یہاں پر ہم اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے جناب لالہ لاجپت رائے صاحب کے ایک مضمون کو پیش کیا چاہتے ہیں جو انہوں نے "ہندو مسلم مسئلہ" کے عنوان سے بندے ماترم لاہور کے کئی نمبروں میں شائع کیا تھا۔ ہم اس کے نمبر ۶ کو جو ۹ دسمبر ۱۹۲۴ء کے بندے ماترم میں نکلا تھا۔ ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لئے بندے ماترم میں سے نقل کرتے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جائیگی کہ ہمارے ہندو آریہ رہبروں نے کیوں ہندو آریہ دھرم کی حدود و قیود کو وسیع کیا تھا؟ جیسا کہ لالہ صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ۔ ایڈیٹر

"پچھلے مضمون میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اُن سے کئی متعلقہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ جن پر پیشتر اس کے کہ بحث کریں مسئلہ زیر بحث کے پولیٹکل اور اقتصادی پہلوؤں پر بحث کرنا منفعت بخش ہوگا کیا ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذاہب اور تمدن ایک دوسرے کے بنیادی طور پر اس قدر غلاف یا زیادہ صحیح الفاظ میں ایک دوسرے کے اس قدر منافی ہے کہ یہ اپنے پیروؤں کو قدرتی طور پر اور فطرۃً ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتے ہیں؟

اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے ان دونوں کے درمیان اتحاد کرانے کے کیا امکانات ہیں؟

کہا جاتا ہے کہ ہندو دھرم کوئی ایک خاص سدھانت نہیں۔ اس کی تعریف کرنا قریباً ناممکن ہے اور کہ یہ ایک ایسا طریق زندگی ہے کہ جس کی ذات پات کا سسٹم ایک لازمی خصوصیت ہے۔ اور کہ جب تک ذات پات کا سسٹم موجود ہے۔ تب تک اسے اتنا کافی بردبار اور نرم کماں بنانا کہ جس سے دیگر جماعتوں کے ساتھ اُس کا اتحاد اور تعاون آسان یا ممکن ہو سکے ناممکن ہے۔ باوجود اس کے یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ذات پات کے سسٹم اور ضابطہ سماجک اخلاق کی سختی کے ہندو دھرم دنیا بھر کے بڑے مذاہب میں سب سے زیادہ بردبار ہے۔ ہندو دھرم دوسرے لوگوں کے اعتقادات اور ایمان سے نفرت نہیں کرتا اور نہ اُن کا مضحکہ اڑاتا ہے۔ یہ دیگر لوگوں کے اپنے اعتقادات کی پیروی کرنے اور اس کے ذریعہ روحانی اطمینان حاصل کرنے کے حق پر اعتراض نہیں کرتا۔

یہ نجات کی واحد شاہراہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ یہ دوسرے لوگوں کا مذہب تبدیل کر کے اپنے میں ملانے اور اس طرح انہیں دوزخ سے بچانے کا تہیہ نہیں کئے ہوئے ہے۔ فی الحقیقت یہ صاف طور پر قرار دیتا ہے کہ مختلف لوگوں کے لئے جسمانی دماغی اور روحانی ترقیات کے مختلف مدارج ہیں۔ پرماتما تک پہنچنے اور اطمینان اور نجات حاصل کرنے کے لئے مختلف راستے ہیں۔ اپنے پیروؤں کو ہندو دھرم جو کچھ بھی وہ چاہیں یقین کرنے اور جس طرح چاہیں عبادت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس کے سخت مجلسی ضابطہ اور اُس کے ذات پات کے سسٹم میں بھی تبدیلی ہو رہی ہے۔ جہاں سابق میں ہندو سوسائٹی اپنے ممبروں کو اس سے باہر جانے کی اجازت دیتی تھی۔ بلکہ فی الحقیقت اُس نے انہیں خفیف ترین وجوہات و عذرات پر اپنے میں سے باہر نکال دیا اور برادری سے خارج شدہ قرار دیدیا۔ وہاں اس وقت یہ اپنے ممبروں کے اپنے مجلسی ضابطہ کی پرواہ نہ کرنے کو بہر درجہ نظر انداز کرنے کے لئے تیار ہے اور انہیں اپنے اندر رکھنے کے لئے متفکر ہے۔ ایک وقت تھا جب اعلےٰ ذات کے متمول بارسوخ اور مہذب خاندانوں کو نہایت خفیف وجوہات پر اور محض شبہ اور تعصب کی وجہ سے برادری سے خارج شدہ قرار دے کر ہندو سوسائٹی سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ اب کھلے طور پر گائے کا گوشت کھانے والوں کو برداشت کیا جاتا اور معاف کیا جاتا ہے۔ اور ان کی عزت کی جاتی ہے۔ ہندو سوسائٹی میں بیشمار ایسے مرد

اور عورتیں ہیں (جو ہندو سوسائٹی کے معزز اور محترم ممبر ہیں) جو کھلے طور پر اس کے مجلسی ضابطہ کے نہایت اہم اصولوں کی خلاف ورزی کرتے اور انہیں ٹھکراتے ہیں۔ ایسے مرد موجود ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی ذات سے باہر بلکہ غیر ملکی استریوں سے شادیاں کی ہیں۔ جو ممنوعہ خوراک کھاتے ہیں اور وہ بھی پوشیدہ طور پر نہیں بلکہ علی الاعلان جو ممنوعہ اشیا پیتے ہیں اور اپنے اس فعل کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو ویدوں کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے اشخاص میں ہندو سوسائٹی کے چند اعلے اور مشہور ترین لیڈر شامل ہیں۔ ہم اس عجیب و غریب تبدیلی کی کس طرح وضاحت کر سکتے ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے۔ اور اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ میری رائے میں اس تبدیلی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو سوسائٹی اور اس کے ممبر بہتر وسیع اور فراخ تر ہندو ازم کو سمجھنے لگے ہیں کہ جو ہماری شکل و صورت اور وضعداریوں سے بالا تر ہے۔

یہ ایک ایسی تہذیب ہے جو خاص مقررہ و مسلمہ طریقوں پر کھانے پینے اور شادی کرنے کی نسبت زیادہ تر ذہنی اور روحانی ہے یہی اعتراف ہے کہ جس کی وجہ سے مرد اور عورتیں جو ظاہر داری اور مقررہ اصولوں سے بالاتر ہو گئے ہیں۔ ابھی تک اپنے ہندو دھرم پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اس بات کے سخت خواہشمند ہیں کہ یہ اُن کے بچوں اور بچوں کے بچوں کے فائدہ کے لئے اُن کے ملک میں جاری و برقرار رہے۔ یہی اعتراف ہے کہ جو اس نظارہ کی توضیح کر دیتا ہے کہ گائے کا گوشت کھانے والے۔ ویدوں کی تحقیر کرنے والے۔ قطعۃً کوتاہ انتہائی درجہ کے غیر معتقد اور بظاہر غیر ہندو لوگ ہندو ازم کے مقصد کے زبردست حامی ہیں اور وہ اپنے مندر، معابد، تیوہاروں اور روایات وغیرہ کے تحفظ کے لئے راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں اور غیر ہندو مشنریوں واعظین اور مبلغین کے ہندو قوم کے حملوں پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن ایک اور وجہ بھی ہے جو اس حالت کی توضیح کرتی ہے۔ اس جماعت کے مادی اور پولیٹیکل مفاد اپنی قوم کے بقیہ لوگوں کے مفاد کے ساتھ وابستہ ہیں زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ان لوگوں میں بہت سے اپنے آپ کو ہندوؤں کی کثیر تعداد سے الگ کئے ہوئے تھے۔ اور بعض تو کھلے طور پر بلکہ فخر سے کہتے تھے کہ وہ ہندو نہیں ہیں۔ گورنمنٹ کے فرقہ وارانہ سسٹم کو منظور کر لینے سے صورت معاملات بالکل بدل گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ سوائے ہندو ہونے کے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کے بچوں کو کوئی حیثیت حاصل ہوگی سوائے اس صورت کے کہ وہ اسلام قبول کر لیں لیکن وہ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اس لئے طوعاً و کرہاً انہیں اپنے کو ہندو اعلان کرنا پڑا تاکہ وہ اپنے ہندو حقوق کے حامی ہونے کے دعوے کی بنا پر تمام غیر مسلم حلقہ جات کی طرف سے منتخب ہونے کی کوشش کریں۔"

ہمعصر آریہ گزٹ اور نور افشاں

آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۲ مئی "عیسائی ہی عیسائی مذہب کے خلاف کیوں ہو رہے ہیں" کے عنوان کے ذیل میں کچھ ایسا بیان لکھتا ہے کہ جس سے وہ اپنے ناظرین پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ گویا عیسائی عیسائیت کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ عیسائیت کی تبلیغ سے ہاتھ کھینچ رہے ہیں۔ لیکن ہم اپنے ہمعصر کی غلط بیانی کی اصلاح میں گذارش کرتے ہیں کہ تبلیغ مسیحیت کی بابت عیسائیوں کے مدت سے دو فریق رہے ہیں۔ ایک فریق کا عمل خداوند کے اس قول پر چلا آیا ہے کہ اپنے موتی سوروں کے آگے مت ڈالو تا نہ ہو کہ وہ تمہیں پھر کر پھاڑیں دوسرا فریق تبلیغ مسیحیت کا حامی چلا آیا ہے جو خداوند کے اس قول پر عمل پیرا رہا ہے کہ "تم تمام دنیا میں جا کر انجیل کی منادی کرو" ہر دو اقوال میں یوں تطبیق ہوتی ہے کہ حق کے طالبوں کو صداقت کا راہ دکھلاؤ۔ سور صفت لوگوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دو تبلیغ پسند عیسائی آج تک مسیحیت کی تبلیغ میں مصروف کوشاں ہیں مگر ان کی سرگرمیوں میں ضعف رونما ہو گیا ہے۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ انہیں پھر کر پھاڑنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اس وجہ سے وہ اس سے زیادہ کچھ کرنا اپنے مسیحی فرض کا حصہ خیال نہیں کرتے ہیں۔ اگر آریہ دوستوں کو ویدک دھرم کے پرچار سے مسیحیوں کو پھاڑنے والوں کی اصلاح کا زعم ہو تو وہ بھی اب بہت آزمائی کر دیکھیں مسیحیوں کو اس سے کوئی تعرض نہیں ہو سکتا جب آریہ دوست انہیں ویدوں کے معتقد بنا لینگے تب انہیں خود حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ صرف اخبار کے ورق سیاہ کرنے سے تو ویدک دھرم کو قبولیت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

---

۳ لاکھ عیسائیوں کی شدھی کیسے کی جا سکتی ہے؟

ہمعصر آریہ گزٹ نے اپنی ۱۲ مئی کی اشاعت میں یہ نادر سوال اُٹھا کر اس کے جواب میں مشکلات کے تودے جمع کر دکھائے ہیں اور ۱۴۳ عیسائیوں کی شدھی کا بھی اعلان کیا ہے۔ مگر ہم ہمعصر کو اس مشکل سوال کے حل کرنے کی آسان ترکیب بتلاتے ہیں جو حسب ذیل ہے کہ مسیحیت نے بارہ تیرہ سال کی تبلیغی کوشش سے ۳ لاکھ ویدک دھرمیوں کو ذات پات اور چھوت چھات اور پنچ پن ...... اور کوڑا کرکٹ اور جھاڑو ٹوکرا کی خوفناک غلامی سے چھڑا کر مساوات انسانی کا حق دلوایا۔ علم و فضل میں انہیں غنی کیا۔ آج کے دن درجنوں کی جیبوں میں ایم۔ اے۔ بی۔ اے کی ڈگریاں موجود ہیں۔ وہ دیہاتوں کے املاک و زمینوں کے وارث ہو کر زمیندار ہیں وہ بائبل کے وارث ہیں اور کسی بات میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہمعصر آریہ گزٹ تحریر کرے کہ وہ انہیں شدھ کر کے انسانی مساوات سے بڑھ کر کیا دینے کا ٹھیکہ لیتا ہے کہ جس کی بناء پر شدھ اور پوتر عیسائی جن کا شمار ۳ لاکھ ہے پھر اشدھ ہو جائیں؟ اگر اس سوال کا تسلی بخش جواب بھی کر دیا جائے تو ان ۳ لاکھ شدھ اور پوتر عیسائیوں کا اشدھ ہونا بالکل آسان ہوگا۔ ورنہ آریہ گزٹ کی شدھی کا مطلب وہ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی

اشدھی کا رونا روتا ہے۔ کیونکہ اب پنجاب میں خاکروبوں کا کال پڑ گیا ہے۔ ذات پات کے قیود ٹوٹ رہے ہیں۔ کیونکہ پنجاب میں نجاست اُٹھانے والے نہیں ملتے۔

شدھی کے حامیوں کے اپنے گھروں میں شدھوں سے سلوک

آریہ گزٹ لاہور نے اپنی ۱۳ مئی کی اشاعت میں چھوت چھات نے ایک اچھوت کی بیوی کی جان لی۔ اچھوت ماسٹر کی مہاتما گاندھی کے نام چٹھی کے عنوان سے ذیل کا بیان اخبار نوجیون سے نقل کیا ہے۔ جو اس سلوک کی ایک تازہ مثال ہے۔ جو شدھی کے حامیوں کے آباؤ اجداد باوا آدم کے وقت سے اچھوتوں سے روا رکھتے آئے ہیں۔ اچھوتوں کو یہ قصہ سُننا چاہئے۔ ہم اسے لفظ بلفظ ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اس کے حق و باطل کا ذمہ وار آریہ گزٹ لاہور ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"کاٹھیاواڑ کے ایک گاؤں میں اچھوتوں کے لئے ایک سکول ہے۔ اس سکول کے استاد صاحب جنم کے جولاہے ہیں۔ اچھے پڑھے لکھے ہیں۔ اپنی قوم کی جتنی سیوا اُن سے ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ اُن کا رہن سہن چال ڈھال دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جولاہے ہے۔ لیکن کاٹھیاواڑ کے ایک گاؤں میں جہاں کہ پُرانے خیالات کی آبادی پُرانی لکیر کی ابھی تک فقیر ہے۔ بچوں کو پڑھانے کا کام خوش قسمتی یا بدقسمتی سے انہیں حاصل ہُوا وہاں کا ہر ایک آدمی ان کو اچھوت سمجھتا ہے۔ لیکن وہ اپنا کام اسی طرح سے چپ چاپ کرتے رہتے ہیں۔ مگر کبھی کبھی اس بُرے سلوک کی وجہ سے ان کے مُنہ سے ایک آدھ آہ نکل جاتی ہے۔ جو کہ ناظرین نیچے والے خط میں صاف صاف سُن سکتے ہیں۔

۹ اپریل ۱۹۲۶ء

نمسکار۔ گذارش ہے کہ ۵ اپریل کو میری دھرم پتنی کے بچہ پیدا ہُوا۔ ۷ اپریل کو وہ بہت بیمار ہوگئی۔ کئی جلاب آئے اور زبان بھی بند ہوگئی۔ سانس بڑھ گیا۔ چھاتی اور پسلیوں میں درد ہونے لگا۔ اس لئے میں یہاں کے مہربان ڈاکٹر کو بلانے کے لئے گیا۔ لیکن اُنہوں نے کہا کہ میں اچھوت کے گھر نہیں جاؤنگا۔ جلاپے کو چھوڑ کر اس کا طبی معائنہ نہیں کرونگا۔ اخیر میں نگر سیٹھ اور دربار صاحب کو ساتھ لیکر میں ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا۔ نگر سیٹھ نے جب ڈاکٹر کو دو روپیہ فیس دینا قبول کیا تو تب آپ اس شرط پر مریض کو دیکھنے کے لئے راضی ہوئے کہ مریض کو گھر سے باہر لایا جائے۔ کیونکہ وہ اچھوت کے گھر میں نہیں جا سکتے تھے۔ خیر ڈاکٹر صاحب گھر پہنچے۔ مریض کو باہر لایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک مسلمان کو تھرما میٹر دیا۔ اُس نے تھرما میٹر مجھے دیا۔ میں نے تھرما میٹر کو اپنی عورت کی بغل میں رکھا اور نکال کر اُس مسلمان کو دیدیا۔ اُس نے ڈاکٹر صاحب کو واپس کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اندھیرے میں دُور سے بغیر دیکھے ہی کہہ دیا کہ اسے نمونیہ ہو گیا ہے۔ رات کے ۱۰ بج گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب بتا کر چلے گئے۔ میں السی کا ایک ڈبہ خرید لایا اور دوائی شروع کر دی۔ ڈاکٹر صاحب دُور سے مریض کو دیکھ کر فیس جیب میں ڈال اور چلدیئے۔

ایڈورڈز ہائی سکول پشاور شہر

ایڈورڈز ہائی سکول پشاور اُن چند خوش قسمت سکولوں میں سے ہے جن میں محنتی و تندہی سے کام کرنے والے اشخاص کی موجودگی کا احساس زندہ ہے۔ اُس کے ہیڈ ماسٹر صاحب خوش قسمتی سے ایک مدبر اور نہایت ہی تجربہ کار ہیں جنکی علمی و ادبی مساعی جمیلہ پشاور شہر کے بچہ بچہ کا ورد زبان ہے۔ مسٹر گھوس ادبی دنیا ہی میں ممتاز نہیں بلکہ اُن کے اخلاق حمیدہ کا ہر وہ شخص جو کہ اُن کی نیازمندی کا شرف حاصل کر چکا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ مجھے بھی اُن کے اوصاف حمیدہ کی کشش گوجرہ ضلع لائلپور (علاقہ بار کا پیرس) سے کھینچ لائی۔ یہاں پر مذہبی تعلیم کا بالخصوص خیال رکھا جاتا ہے۔ اور خاص اس مقصد کے لئے پادری رفیع اللہ صاحب کی قربانی قابل صد تحسین و آفرین ہے۔ جو کہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر مسیحی خدمت کے لئے رونق افزا ہوئے۔ حقیقت استاد عظموں سے سکول کے طلبا کی تشنگی کو دور کر جاتے ہیں سکول بہیئت مجموعی صوبہ سرحد میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے میں اس حسن انتظام پر پادری ایم۔ اے۔ ڈگرم صاحب مینیجر سکول مذکور۔ لالہ اور مسٹر جی سی گھوس ہیڈ ماسٹر سکول کی خدمت میں ہدیہ صد ہزار تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔

رحمت مسیح

نالہ گڑھ میں مسیحی خدمت کا ایک موقع

ماہ اپریل کے شروع میں نالہ گڑھ ریاست میں ایک آریا سادھو پرچار کرنے آئے۔ پہلے لیکچر کے دن کمترین بھی حاضر تھا۔ دوسرے دن چونکہ کمترین کی طبیعت ناساز تھی حاضر نہ ہو سکا۔ پر دل میں آرزو تھی کہ ان مہاشہ جی سے ملاقات کروں۔ لہذا تیسرے دن علالت کی وجہ سے بغرض دوائی ہسپتال گیا۔ دُور سے دیکھا یہ نووارد سادھو بھی وہاں موجود ہیں۔ دل خوش ہُوا کہ اب سادھو جی سے شرف ملاقات کا اچھا موقع ہے جب کمترین قریب پہنچا تو رسم سلام ادا کیا۔ اُس وقت وہاں... سناتن دھرم کے ایک بزرگ پہاڑی سادھو بھی موجود تھے جن سے اس سے قبل بندہ کو کچھ گفت و شنید کا موقع مل چکا تھا۔ یہ پہاڑی سادھو ایکدم اُٹھ کر احقر سے بڑی محبت سے بغلگیر ہوئے اور نیز چھاتی لگا کر ملے۔ بعدہ کو ڈاکٹر دینڈیال صاحب نے احقر کو اپنے پاس بٹھایا۔ بعد بیٹھنے کے کمترین نے نووارد سادھو جی سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ مہاراج آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ مہاراج جی نے غضب آلودہ ہو کر فرمایا! تم کو کیا کہیں سے آئے تم کیوں پوچھتے ہو۔ کیا غرض ہے کہیں سے آئے کہیں جاینگے تم کو کیا۔ میں نے کہا معاف فرمایئے میں کوئی خفیہ پولیس والا نہیں ہوں۔ محض پیار اور نیک خیال اور محبت سے پوچھا۔ اس پر بھی سادھو جی کا زبانی ٹمپریچر بڑھتا ہی رہا تب ڈاکٹر دینڈیال صاحب نے جو بڑے دانا اور قابل شخص ہیں

فرمایا کہ خیر ہم سب جانتے ہیں کہ یہ دنیا آنی جانی ہے آپ کر باہر کے اس گفتگو کے زمرہ میں اس پر کچھ روشنی ڈالیں کہ ایشور سے ملنے کا کیا طریقہ و صورت ہے۔ اس سوال پر سادھو جی نے قریب نصف گھنٹہ بولنے میں صرف کیا۔ سادھو جی کی تمام تقریر کا زور اور لب لباب یہ تھا کہ ایشور ہم سے جدا نہیں مثلاً جب ہم سورج کی روشنی اور گرمی کو اپنے حواس خمسہ کے ذریعہ سے اپنے اندر آنے دیتے ہیں تو گویا ایشور ہمارے اندر آتا ہے۔ اسی طرح ہوا اور پانی کی مثالیں دیتے رہے۔ اس پر کترین نے ذیل کا سوال اور دلیل پیش کی مہاراج آپ نے ڈاکٹر صاحب کے سوال پر اتنی دیر تک بیان کیا۔ آپ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ جب ہم سورج کی روشنی اور گرمی کو حاصل کرتے اور اپنے اندر آنے دیتے ہیں تو گویا ایشور ہم میں پرویش کرتا ہے سو چونکہ سورج ہوا اور پانی وغیرہ اس خالق کی کاریگری اور لاریب انسان اور حیوان کے فائدہ کی خاطر پیدا کردہ چیزیں ہیں تو فرمائیے میری انگلی میں یہ جو انگوٹھی ہے اس کو ہر ایک جانتا ہے کہ یہ انگوٹھی کسی سنار نے بنائی ہے۔ اگر میں انگوٹھی کو دکھا کر کہوں کہ دیکھو میں انگلی میں سنار کو پہنے ہوئے ہوں تو کیا میرا کہنا لوگ باور کریں گے۔ آخر کی اس دلیل کو توڑنے اور سمجھانے کے بجائے مہاتما جی اپنے سادھن کو بھی بھول گئے اور ایسے سٹ پٹائے کہ جامہ سے باہر ہو گئے۔ تہذیب اور محبت کو بالائے طاق رکھ دیا اور بہت کچھ احقر کے خلاف کہا۔ میں نے کہا پنڈت جی آپ تو گھبرا گئے۔ شانتی اور محبت سے جواب دیجئے۔ مگر پنڈت جی تیور چڑھے ہی رہے اور زبان بے لگام ہی رہی۔ اور فرمایا اے تجھ جیسوں کو تو سمجھانے کے لئے ہم نے رہ کے تیار کئے ہوئے ہیں اور ہم تم لوگوں کو شدھ کریں گے۔ میں نے کہا چونکہ آپ نے سورج کی گرمی کو زیادہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے آپ کے مزاج اور زبان میں زیادہ گرمی کا مادہ بھرا ہوا ہے۔ جیسے گرو ویسے ہی چیلا۔ رہا شدھ کرنے کی نسبت سو آپ کو یاد رہے۔ جنہیں اپنی ہی سدھ نہیں یہاں وہ اوروں کو شدھ کریں گے کیا؟

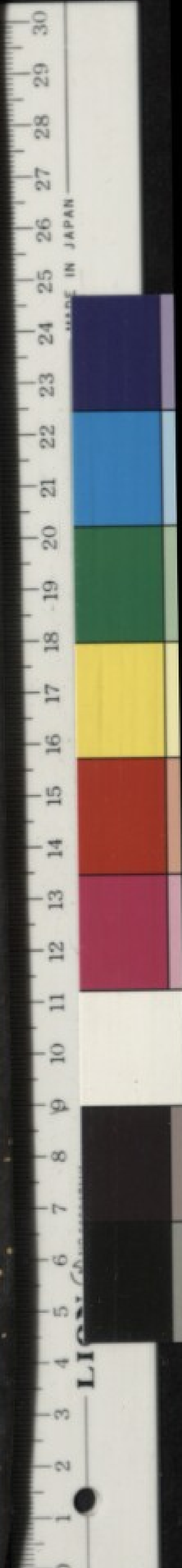
اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا مہاراج آپ اسی سوال پر قائم رہیں کہ ایشور سے سمبندھ ہونے کا کیا طریقہ ہے۔ اس پر اس دوسرے سناتنی پہاڑی سادھو نے کہا ڈاکٹر صاحب یہ تو برہما کے آگے اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ احقر کا پیچھا چھوڑا اب اس پہاڑی سادھو کے لتے لے ڈالے۔ اے تجھ کو کیا آتا ہے تو بے وقوف ہے۔ چپ چاپ بیٹھا رہ تو اس عیسائی کا مددگار بنتا ہے۔ اگر کوئی سوال کرنا ہو تو کر۔ اس پہاڑی سادھو نے کہا آفرین بیچارے عیسائی بھائی کے ایک سوال پر اور میری ذرا سی بات پر تو چراغ پا ہو گئے۔ اور سوال کیا خاک کریں۔ میں نے کہا پنڈت جی میں بھی یہاں نووارد ہوں میرا مددگار تو خداوند مسیح ہے جس کا میں سیوک اور گواہ ہوں۔ اور انجیل میں مرقوم ہے کہ تمہارا مزاج وہی ہو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔ چونکہ پنڈت جی نہایت غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا پادری صاحب آپ صبر کریں۔ میں نے کہا ہم صبر کریں ان کا ہے جیرویڑہ۔ پنڈت جی نے پھر غضب آلودہ ہو کر فرمایا صبر کا بچہ۔ میں نے کہا کاشکہ آپ بھی صبر کے بچہ بن جاویں۔ اور یہ کہکر آداب بجا لا کر کترین نے اپنی راہ لی۔ پر اس پہاڑی سادھو نے بازار میں جا کر دھوم مچا دی۔ جب کترین بازار میں گیا تو لوگ بلا بلا کر کہتے تھے کہ آپ کی بات اور دلیل نہایت صاف اور سچی اور معقول تھی۔ اور ہم جانتے ہیں کہ سماجی لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا انہوں نے یہی سیکھا ہے۔ ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ ایشور ان کو سچا پریم اور میل کی روح اور دل عنایت کرے۔ آمین

راقم مشیر انجیل ایم سی نیوٹن گل۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

یاد رفتگان

ہمارے بزرگوں میں سے جو یکے بعد دیگرے اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ ایک پیارے بزرگ پالا نمبردار کا مبارک سخن یاد آتا ہے۔ جب مجھے ان کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوتا تھا تو ان کی خندہ پیشانی اور مبارک زبان سے ہمیشہ یہ بابرکت کلمے نکلا کرتے تھے۔ کہ اگر مجھے بہشت نصیب نہ ہوگی تو میرے پیارے مسیح کے مصلوب ہونے کا کیا فائدہ تھا۔ یعنی وہ اس بات سے ہمیشہ اس بات کا ثبوت دیتا تھا کہ یقیناً میرے واسطے بہشت ہے اور ضرور میں بہشت لونگا اور اپنے پیارے مسیح خداوند کے پاس رہونگا۔ سو واقعی مسیحی آدمی کو جس وقت کہ وہ آسمانی بادشاہت میں قدم مارنے کی کوشش کرتا ہے تو خدا کی طرف سے اس کو تسلی دینے والی روح ملتی ہے جو موت کے خوف اور اگلے جہان کے خوف اور اس جہان کی تکلیفوں کے خوف سے صبر و استقلال بخشتی ہے۔ میں نے چند ایک مسیحی نوجوان اور بزرگ اپنی نظروں کے سامنے مسیح میں سوتے دیکھے جو کہ نہایت استقلال اور اپنے رشتہ داروں کو تسلی دیتے ہوئے اور وصیت کرتے ہوئے سو گئے۔ سو پالا نمبردار سکنہ کلارک آباد پندرہ اپریل کو اس جہان فانی سے رحلت کر گیا۔ وہ کلارک آباد خورد کے سب بزرگوں میں سے بزرگ تھا۔ وہ ہر ایک مسیحی خوشی اور ہر ایک تہوار میں سب سے پہلے حصہ لیتا تھا۔ ہر ایک خوشی کو خوشی ظاہر کر کے دکھلا دیتا تھا۔ گرجے کو آراستہ کرنا اور خوشی کے واسطے آتشبازی کے سامان کو اپنی کوشش سے مہیا کرنا اور غیر مسیحیوں میں مسیحی تہوار دھوم سے ظاہر کرنا اور اگلی گذرگاہوں میں مسیح مصلوب کی محبت کے اشتہار لگانا اس کی مسیحی خوشی کا معمول تھا۔ افسوس ہے کہ پالا نمبردار کو اچانک موت کا پیغام پہنچا آوارہ گھوڑی کی زد میں آ کر اور شدید ضربات کھا کر چوبیس گھنٹے کے درمیان رحلت کر گیا۔ خدا مرحوم کے پسماندگان





چوپان کی ذمہ واری

ناظرینِ نورافشاں کو واضح ہو کہ چوپان کا کام سب سے مشکل کام ہے۔ کیونکہ چوپان کو اپنے گلّے کی بھیڑوں سے واقف ہونا ضروری۔ کیونکہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ دیہاتی سکولوں میں عموماً ۲۰۔۳۰ طلباء ایک ہی مدرس کی نگرانی میں رہتے ہیں۔ اور اُستاد ہر ایک کے نام سے واقف ہوتا ہے۔ نام ہی سے نہیں بلکہ اُنکی خوخصلت سے بھی واقف ہوتا ہے اور ہر ایک طالب علم کو اپنی یاد سے سبق دیتا ہے۔ اگر کوئی لڑکا کمزور نظر آئے تو اُستاد اُس کے ساتھ خوب محنت کرتا ہے۔ تاکہ لڑکا امتحان میں کامیاب ہو کر بڑی جماعت میں داخل ہو سکے۔ ناظرین کو غور کرنا چاہیے کہ استاد کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا طالب علم بڑی جماعت میں داخل ہو جائے تو مسیحی چوپان کے واسطے کتنا ضروری ہے کہ میری بھیڑوں میں سے کوئی گمراہ نہ ہو جائے۔ تاکہ جب خداوند مسیح آئے تو بھیڑوں کو بکریوں سے زیادہ پائے۔ اگر چوپان کی لاپرواہی کے سبب بکریاں زیادہ ہو جائیں بہ نسبت بکریوں کے بھیڑیں کم ہو جائیں تو چوپان کے لئے ضرور افسوسناک معاملہ ہوگا۔

جیسے یرمیاہ ۲۳: ۱۔۴ میں مرقوم ہے کہ اُن چرواہوں پر واویلا ہے۔ جو میری چراگاہ کی بھیڑوں کو ہلاک و پراگندہ کرتے ہیں۔ خداوند کہتا ہے۔ اس لئے خداوند اسرائیل کا خدا اُن چرواہوں کی مخالفت میں جو میری قوم کو چراتے ہیں یوں کہتا ہے کہ تم نے میرے گلّے کو پراگندہ کیا اور انہیں ہانک کر نکال دیا اور نگہبانی نہیں۔ دیکھو میں تمہارے کاموں کی بُرائی تم پر لاؤنگا خداوند کہتا ہے پر میں اُن کو جو میرے گلّے سے بچ رہے ہیں ساری سرزمینوں سے جہاں جہاں میں نے انہیں ہانک دیا ہے جمع کرونگا اور انہیں اُن کے بھیڑخانے میں پھر لاؤنگا اور وہ پھیلینگے اور بڑھینگے۔ اور میں اُنہیں اپنے چوپان مقرر کرونگا جو اُنہیں چرائینگے اور وہ پھر نہ ڈرینگے نہ گھبرائینگے۔ نہ گم ہو جائینگے۔ خداوند کہتا ہے۔ پھر حزقی ایل ۳۴: ۴۔۱۰ میں لکھا ہے۔ تم نے کمزوروں کو توانائی نہیں بخشی اور بیماروں کو چنگا نہیں کیا اور ٹوٹے ہوئے کو نہیں باندھا اور وہ جو ہانکے گئے ہیں پھر نہیں لائے۔ اور جو کھوئے ہوئے تھے نہیں ڈھونڈھا ازبسکہ بے مروتی سے اور بے رحمی سے اُن پر حکومت کی اور وہ تتر بتر ہو گئے۔ اور اُن کا گڈریہ نہ تھا اور جب وہ پراگندہ تھے تو میدان کے درندوں کی خوراک ہوئے۔ میری بھیڑیں سارے پہاڑوں پر اور ہر ایک اونچے ٹیلے پر بھٹکتی پھرتی تھیں۔ ہاں میری بھیڑیں تمام روئے زمین پر تتر بتر ہو گئیں۔ اور کسی نے اُسے نہ ڈھونڈھا اور نہ اُن کی تلاش کی۔ اس لئے اے چرواہو تم خداوند کا کلام سنو خداوند یہوواہ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی حیات کی قسم ازبسکہ میری بھیڑیں شکار ہو گئیں۔ ہاں میری بھیڑیں ہر ایک دشتی درندے کی خوراک ہوئیں۔ اس لئے کہ کوئی گڈریہ نہ تھا اور میرے چوپانوں نے بھیڑوں کی تلاش نہ کی۔ بلکہ چرواہوں نے اپنا ہی پیٹ بھرا اور میرے گلّے کو نہ چرایا۔ اس لئے اے چرواہو خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوواہ یوں فرماتا ہے دیکھو میں چرواہوں کا مخالف ہوں اور اپنا گلّہ اُن کے ہاتھ سے طلب کرونگا اور انہیں گلّہ بانی کی خدمت سے معزول کرونگا سو بڑا افسوس اور رنج ہوگا جبکہ چوپان سے گلّہ طلب کیا جاویگا۔ کیونکہ ہر ایک کو اس کے کام کے مطابق اجر ملتا ہے۔ جیسے متی ۱۶: ۲۷ میں لکھا ہے۔ کیونکہ ابنِ آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئیگا اس وقت ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلا دیگا۔ سو چوپان کو ضرور خیال ہونا چاہیے کہ میری بڑی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ جب تک چوپان اپنے مالک کو گلّے کا حساب نہ دیگا اور پوری بھیڑیں بھیڑخانے میں داخل نہ ہونگی تب تک ہرگز بری نہ ہوگا۔ اور نہ خوشی اور آرام کی جگہ کو حاصل کر سکیگا۔ سو خوشی حاصل کرنے کا آج ہی موقع ہے۔ ورنہ پھر اُس دولتمند کی طرح پچھتانا ہوگا اور وہ پچھتانا بے فائدہ اور بے کار ہوگا۔ بے شک خداوند ہمارے گناہوں کا فدیہ ہوا۔ لیکن وہ بھی ہم سے چوپانی چاہتا ہے۔ جیسے یوحنا ۲۱: ۱۵ میں لکھا ہے کہ اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تو اُن سے زیادہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اس نے کہا اے خداوند تو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے اس سے کہا کہ میرے بچے چرا۔ پھر اُس نے دوسری اور تیسری بار بھی یہی سوال اُس سے کیا اور آخر کو کہا کہ میری بھیڑیں چرا۔ ان آیات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند بھی ہم سے چوپانی چاہتا ہے۔ بے شک مسیح نے ہمارے گناہوں کا فدیہ تو بھی ہم کو چاہیے کہ ہم اس کے احکام پر عمل کریں۔ جیسا کہ اس کا حکم ہے کہ میری بھیڑیں چراؤ۔ اگر ہم اُس کا حکم نہیں مانتے تو ہمارا مسیح پر فخر کرنا بے فائدہ ہے۔ جیسے متی ۷: ۲۳ میں لکھا ہے۔ اس وقت میں اُن سے صاف کہدونگا کہ میری تم سے واقفیت کبھی نہ تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پیارے ناظرین! دینی چوپان کا سب سے مشکل کام ہے۔ اس لئے اس کو چاہیے کہ اپنی ذمہ واری کو پہچانتا ہوا بھیڑوں کو بھیڑخانے میں داخل کرے۔ کیونکہ خداوند مسیح کی آمد بہت جلد ہے جیسے مکاشفہ ۲۲: ۱۲ میں لکھا ہوا ہے کہ دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور ہر ایک کے کام کے موافق اجر دینے کے لئے میرے پاس ہے۔ کاش کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح جب آئے تو ہمیں اپنے حکم کے مطابق پائے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ مبارک ہیں وہ جنکو اُن کا مالک جاگتا پائے۔

مسیح میں آپ کا بھائی

دریو مل

پادری طالب الدین صاحب
اور
نیشنل مشنری سوسائٹی

مسیحی مذہب کی صداقت کے اثبات میں سے ایک یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے اس حکم نے کہ تم دنیا میں جاکر تمام قوموں کو انجیل سناؤ قریباً ہر ایک مسیحی کے دل میں تبلیغی آگ شعلہ زن کر رکھی ہے چنانچہ دنیا کے طول و عرض میں کوئی خطہ یا قوم ایسی نہیں ملتی جس میں انجیل نہ سنائی جاتی ہو۔ اسی تبلیغی جذبہ کا اظہار ہندوستان کے غریب اور قلیل التعداد مسیحیوں کی طرف سے نیشنل مشنری سوسائٹی کی صورت میں نمایاں ہو رہا ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۱۴ ماہ حال کو قریباً دو سو دیسی اور ولائتی ذکور و اناث وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں اس غرض سے جمع ہوئے کہ این۔ ایم۔ ایس کے سابق آرگنائزنگ سکرٹیری جناب پادری ایس طالب الدین صاحب بی۔ اے کے اعزاز میں جو سوسائٹی میں تین سال تک خدمت انجام دینے کے بعد اب مشن میں واپس تشریف لے جا رہے ہیں الوداعی جلسہ منعقد کریں کلیسیا کے طریقے سے اس قدر کثیر افراد کا جمع ہو جانا اس امر کا ثبوت تھا کہ مسیحیوں کو انجمن تبلیغ وطنیہ سے گہری ہمدردی ہے۔

صوفی منش مرنجان مرنج درویش صفت جناب پروفیسر سراج الدین صاحب نے جو ۲۰-۲۲ سالوں تک سوسائٹی کے صدر رہے پادری طالب الدین صاحب ممدوح کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ مسیح کی بادشاہی کی جو عمارت اس ملک میں زیر تعمیر ہے این۔ ایم۔ ایس اس کا ایک حصہ ہے اس حصہ میں اب سے پیشتر کئی صاحبان مثل پادری جیمس ولیمز۔ پادری دینا ناتھ۔ پادری سمون خان اور پادری پریم چند صاحبان نے کام کیا اس پر پادری طالب الدین صاحب نے بھی ردا رکھا اور اب عمارت کے دوسرے حصہ میں یہی تعمیری کام کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ نے سوسائٹی کی جو سب سے اہم خدمت کی وہ یہ ہے کہ بدظنی اور غلط فہمی کے جو سیاہ بادل سوسائٹی کے سر پر چھا رہے تھے ان سب کو دور کر دیا۔ اور آج یہ حالت ہے کہ کہیں سے بھی اس پر بدظنی کی نگاہ نہیں پڑتی۔ پھر آپ نے بیان کیا کہ پادری صاحب کے عرصہ خدمت میں چار کانفرنسیں ہوئیں۔ اور ان سے ظاہر ہو گیا کہ آپ نے کہاں سے شروع کر کے عمارت کو کہاں تک بلند کر دیا۔

اس جلسہ اعتراف خدمات میں ضمناً این۔ ایم۔ ایس کے نام کارگذاروں کی خدمات کا ذکر خوشی اور شکریہ کے ساتھ کیا گیا۔ مگر سب سے زیادہ تعریف اخویم مسٹر الیف نجم الدین صاحب ایڈیٹر قاصد کی ہوئی۔ پروفیسر صاحب نے بتایا کہ آپ نے جس قابلیت اور کامیابی کے ساتھ قاصد کو چلایا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اب جبکہ دو ماہ تک آپ نے اس کی ادارت سے ہاتھ اٹھایا تو پنجاب بھر سے آوازیں آنے لگیں کہ آپ پھر اسکو اپنے ہاتھ میں لیکر اسی شان سے شائع کریں اور یہ مقام ہزار مسرت ہے کہ آپ نے ادارت قاصد کی ذمہ داریوں کو از سر نو برداشت کرنا منظور کر کے تمام پنجاب کے مسیحیوں کو مسرور کر دیا ہے۔

ہم پادری طالب الدین صاحب کے اس کام کی کامیابی کے لئے جو آپ ہوم مشن فیلڈ میں کرنے کو جا رہے ہیں۔ دعاؤں میں یاد کریں گے۔

خان

لاہور میں رات کے ۹ بجے کے بعد گھروں سے نکلنے کی بندش ہٹائی گئی

مسٹر سبھاش چندر بوس رہا کر دیئے گئے۔

(بندے ماترم)

نور افشاں کو قلمی امداد دیجئے۔

تقریظات

ریویو بر رسالہ اثبات صلیب بجواب احمدیت کی کسر صلیب مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب

اہل اسلام نے الہام مرزا اور مسیحیوں نے ضربۃ عیسوی تحریر کر کے قادیانی اصحاب کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اب پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں نے کتاب زیر ریویو لکھ کر قادیانی عقائد پر دندان شکن اعتراضات کئے ہیں اور براہین قاطع اور دلائل ساطع سے اسلامی اور مسیحی کتب سماوی اور اسلامی روایات سے قادیانی عقائد کی بطالت کو ظاہر کیا ہے۔ متلاشیان حق کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ امید ہے کہ مسیحی اور مسلمان اور قادیانی اصحاب اس کو پڑھینگے اور قابل مصنف کی لیاقت اور عرقریزی کی داد دینگے قیمت صرف عہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

برکت اللہ انسار ووال

صراط مستقیم

یہ کتاب ڈاکٹر صادق علی صاحب ریٹائرڈ سرجن میجر کپورتھلہ کی تازہ تصنیف ہے۔ کتاب پاکٹ سائز ضخامت ۲۰۸ کی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ہے قیمت فی جلد عہ۔

ہم نے اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھا اس میں فاضل مصنف نے اسلام کی اصلاح کرنے کی طرف معقول طور سے پیشقدمی کی ہے اور ان غلط عقائد و مراسم کی جو دائرہ اسلام میں جڑ پکڑ چکی ہیں بجا طور سے بیخ کنی کی کوشش فرمائی ہے۔ جس میں بائبل کی موافقت و تطبیق کو روبرو رکھا گیا ہے۔ قرآن شریف سے غفلت کرنے کے نتائج پر آیات قرآنی کے نسخ کے مسئلہ پر نقلی امور کو دین میں سند بنانے

مسیح مصلوب میرا محبوب

وہ کون ہے جو کہ گھٹنے ٹیکے دعا میں سر کو جھکا رہا ہے
وہ کون ہے جس کا دوست اپنا مخالفوں کی گروہ کو لے کر
وہ کون ہے جس کو لوگ پکڑے ہوئے کچہری میں لا رہے ہیں
وہ کون ہے جس کو پیش پیلاطوس مثلِ مجرم لئے کھڑے ہیں
وہ کون ہے جس کے سر پہ کانٹوں کا تاج رکھ کے ہنسی میں کرتے
وہ کون ہے جسکی بے گناہی پہ حکم صادر ہوا صلیبی
وہ کس نے کھائے ہیں زخم کاری کہ خون ہر زخم سے ہے جاری
وہ کون کہتا ہے ایلی ایلی وہ کہتا ہو کہ پیاسا ہوں میں
خدا کا بیٹا خدا کا برّہ خدا کا کلمہ خدا کا مظہر

وہ کون اے باپ کہہ کے روتا ہے اشک حسرت بہا رہا ہے
سوار ہو کر ہوس کے گھوڑے پہ تیز قدمی سے آ رہا ہے
گویا کہ مجرم بڑا ہے بھاری جو اس طرح مار کھا رہا ہے
خلاف جس کے ہجوم باہر ہے شور و غل بھی مچا رہا ہے
کوئی اُسے ارتا طمانچے کوئی تمسخر اُڑا رہا ہے
صلیب اپنی اُٹھائے کاندھوں پہ سیدھا مقتل کو جا رہا ہے
چھدی ہے نیزے سے جس کی پسلی لہو کا دریا بہا رہا ہے
مخالفوں کو معاف کرنا صلیب پر بھی سکھا رہا ہے
ہماری خاطر وہ بن کے انسان اس طرح دکھ اُٹھا رہا ہے

پر چند اصلاحات قرآنی پر۔ زمین و دنیا کی حقیقت و کیفیت پر۔ جبر و قدر پر۔ صراط مستقیم پر نہایت قیمتی خیالات ظاہر فرمائے ہیں جن سے ہر ایک مسلم و مسیحی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ خصوصاً جو کچھ آپ نے "صراط مستقیم" پر رقم فرمایا ہے وہ تو خاصکر مسلمانوں اور مسیحیوں کے لئے مفید بیان ہے۔ اس تصنیف کے لئے ہم صدق دل سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں نذر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اسلام و مسیحیت کے تعلقات کو رد دیکھنے والے اصحاب کے لئے کتاب مذکور کا مطالعہ فرمانا ضروری ہے۔ پتہ مافوق سے طلب فرما کر فاضل مصنف کی محنت کی داد دیں۔ ایڈیٹر

اشعار لطیف عرف گل بے خار

یہ منظوم رسالہ مسٹر وکٹر ای نیوٹن عمر دہلوی مقیم سہارنپور رسم علم الٰہی کی تازہ تصنیف ہے۔ جس میں ایسی نظمیں جمع ہیں جو خود مصنف کی تصنیف کردہ ہیں۔ جو کرسمس و ریلیجس سبھاؤں مسیحی مجلسوں اور شادیوں میں گانے کے لئے کار آمد ہیں۔ خصوصاً دیہاتی شادیوں کے لئے فائدہ مند ہیں۔ اس رسالہ میں نظمیں اور غزلیں ۸۰ تک شائع ہوئی ہیں۔ جن میں پنجابی گیت اور ہندی بھجن بھی شامل ہیں۔ جو رسالہ ہذا کو ۸۰ صفحوں کی زینت ہیں۔ اس رسالہ کی اشاعت کے لئے ہم دل سے مسٹر عمر کو مبارکبادی کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ اور ناظرین اخبار سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کی ایک ایک کاپی خرید کر مصنف کی ہمت افزائی فرمائیں قیمت فی کاپی ۳ ہے۔ پتہ مافوق سے طلب فرمائیں۔ ایڈیٹر

لاہور

محکمہ اطلاعات کی طرف سے جو خبریں لاہور کے متعلق اخبارات کو ملی ہیں اُن سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو چکی ہے کہ لاہور میں ۱۱ مئی کے روز سے کوئی نئی واردات وقوع میں نہیں آئی شہر میں امن و امان قائم ہے۔ کاروبار حسب معمول چل رہے ہیں۔ البتہ جھوٹی افواہوں کی اب تک بھرمار ہے۔ جنکی اصلیت پبلک کو تجربہ سے معلوم ہوتی جاتی ہے

البتہ گرفتاریوں کا زور ہے۔ مقدمات عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ جو زخمی بیان دینے کے قابل ہو گئے ہیں پولیس اُن کے بیان لے کر ان لوگوں کی گرفتاریوں میں سرگرم ہے جن کے نام زخمی بتلاتے جاتے ہیں۔ بعض لوگ فساد کے وقت سے غائب بتلائے جاتے ہیں غالباً وہ مفرور ہیں۔ ہندو مسلم رہنماؤں کی طرف سے کوشش عمل کی گئی ہے کہ باہمی تخالف و منافرت کا سدباب ہو۔ ہر دو قوموں کے وکلا کی ڈیفنس کمیٹیاں مقرر ہو چکی ہیں۔ جن کے جان و مال کا نقصان ہو گیا ہے اُن کے پسماندگان کی امداد کا پبلک اور میونسپل کمیٹی اور حکام کی طرف سے خاص انتظام سوچا جا رہا ہے۔ تمام شہر ابتک دفعہ ۱۴۴ سے آشنا ہے۔ ملٹری اور پولیس کا اب تک پہرا قائم ہے۔ شام کے ۹ بجے سے صبح کے ۵ بجے کے بعد اور بیشتر اہل شہر کی آمد و رفت بند ہے۔ اردو اخبارات کے لب و لہجہ میں بڑی اصلاح ہو رہی ہے۔ سینسر کے ڈنڈے کے خوف نے ہر ایک کو اعتدال پسند بنا دیا ہے دیکھیں یہ بگلے بھگت کب تک اعتدال پر رہتے ہیں۔ (باقی پھر)

مشترکہ حلقہ نیابت کی تجویز

کچھ دن گذر گئے کہ مسٹر جناح نے دہلی مسلم کانفرنس میں مشترکہ حلقہ نیابت کی ایک لاثانی تجویز پیش کر کے ملک کی سیاسی مشکلات کو حل کر کے دکھایا تھا جس پر اور ہند کے ہندو ... فرزندوں نے اخباروں میں بڑی لے دے کی۔ لیکن مقام شکر ہے کہ آخر کار ہندو رہنما اور کانگرس تک اس تجویز کی معقولیت کے آگے سر جھکانے کو ہے۔ اگر دہلی کی مسلم کانفرنس کی تجاویز کانگرس اور ہندو رہنماؤں سے منظور کر لی گئیں تو ہندو مسلم اتحاد ایک دفعہ پھر معرض ظہور میں آ جائیگا۔ بعنکی خبر خدا جانے

ہولی کابل کے سکھوں کا مقدمہ ۱۹ مئی کو پیش ہوگا۔

سرکاری اعلان

۴ مئی۔ آج دوپہر تک کسی قسم کا کوئی حادثہ نہیں ہوا۔ میو ہسپتال میں دو اور ہندو مر گئے ہیں۔ اس طرح ہلاک شدگان کی کل تعداد ۲۷ ہو گئی ہے۔ مختلف جماعتوں نے ریلیف (برائے امداد) آرڈیننس سوسائٹیاں بنائی ہیں۔ اخبارات کا لب و لہجہ بدستور معتدلانہ ہے۔ لیڈروں کے مشترکہ اعلان سے اشتعال انگیز مضامین لکھنے والوں میں بھاری ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور شہر میں حالات پورے اعتدال پر آ گئے ہیں اگرچہ بعض حلقوں میں کچھ بے چینی موجود ہے اور جھوٹی افواہوں اور غلط اطلاعات کی کوئی کمی نہیں۔ (رینڈ ے ماترم)

لاہور میں صورت حالات
کرفیو آرڈر واپس لے لیا گیا
شہر میں بالکل امن ہے

آئندہ گورنمنٹ روزانہ کوئی اعلان شائع نہ کریگی

لاہور ۵ مئی۔ آج کرفیو آرڈر واپس لے لیا گیا ہے اور رات کو ۹ بجے کے بعد لوگوں کو گھروں سے باہر چلنے پھرنے کی آزادی ہو گئی ہے۔ رات کو بھی شہر میں امن رہا۔

شہر میں بالکل امن ہے

لاہور ۵ مئی آج شہر میں کوئی واقعہ نہیں ہوا ہر طرف امن ہے۔

گورنمنٹ کا تازہ کمیونک

"تازہ گورنمنٹ پریس کمیونک مظہر ہے کہ لاہور میں بالکل امن رہا۔ مقدمات کی تحقیقات اطمینان بخش طور پر جاری ہے۔ اصل مقدمہ جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں نے تین مسلمانوں کو قتل کیا تھا آج عدالت میں پیش ہوگا کل شب بغیر کسی وقوعہ کے گزر گئی اور کرفیو آرڈر ہٹا لیا گیا۔ آئندہ کوئی روزانہ اعلان جاری نہیں کیا جائیگا۔

لاہور ۶ مئی — اٹلمز اروِنگ کمشنر
(رینڈ ے ماترم) — لاہور ڈویژن

پارلیمنٹ میں مسٹر رائلی کے سوال پر ارل ونٹرٹن نے بیان کیا کہ گزشتہ ۵ سال کے اندر گورنمنٹ ہند نے ہندوستان کی شاہی ہوائی فوج پر معہ اس امداد کے جو وزارت ہوا کو دی گئی ہے ۹ کروڑ ۱۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے۔ ان اخراجات کے کسی جزو پر بھی اسمبلی کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔

(رینڈ ے ماترم)

بورڈنگ ہائی سکول بٹالہ

سکول ہذا کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ شمالی ہندوستان کے تعلیم یافتہ جماعتوں کے لڑکوں کو بورڈنگ ہاؤس میں ایک اعلیٰ تعلیم دی جاوے۔

وارڈن۔ پرنسپل سکول نادر منشی نہال چند اور ہاؤس فادر ڈاکٹر عنایت مسیح ہیں۔ تمام دن طلباء کی نگہبانی اچھی کی جاتی ہے اور ان کو کافی آزادی ملتی ہے۔ جس میں کہ وہ اپنے چال چلن کی بہتری کے لئے ترقی کر سکتے ہیں۔

گزشتہ سال انٹرنس کی جماعت میں ۱۱ طلبا بیٹھے جن میں ۹ کامیاب ہوئے اور ان میں سے کوئی بھی تیسرے درجہ میں نہ آیا۔

پڑھائی امسال ۲۹ اپریل سے شروع ہوگی سکول ہذا میں کچھ وظائف بھی لڑکوں کے لئے مقرر ہیں جو سکول شروع ہونے پر حاصل ہو سکتے ہیں۔

نوائے وقت کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

اردو کتابیں

الہام۔ از پادری ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی گیرڈنر صاحب قرآنی الہام کے ناقص اور مسیحی الہام کے کامل اور اطمینان بخش ہونے کو اس میں ثابت کیا گیا ہے۔ انگریزی سے ترجمہ ہو کر پہلی بار یہ رسالہ شائع ہوا ہے صفحہ ۲ ر

آیت الرجم از ایضاً۔ قرآن میں سنگساری کی آیت۔ سنگساری اور صحابہ۔ توریت میں آیت سنگساری اور آنحضرت کا زمانہ۔ صفحہ ۲۵ - ار

وید۔ قرآن و بائبل کی دعائیں۔ اسلامیات کے متبحر عالم پادری سلطان محمد خاں صاحب کی وہ لاجواب کتاب جس کے خلاف قلم اٹھانے کی اب تک کسی کو ہمت نہیں پڑی تینوں مذہبوں کا مقابلہ ہو جاتا ہے۔ ۶ ر

کلیسیا۔ از پادری ویلٹی صاحب کلیسیا کی قدر و منزلت اسکی حقیقت و خواص۔ اس کے اختیار۔ نادیدنی کلیسیا۔ رسولی کلیسیا کی تصویر۔ کلیسیا کی تین بڑی شاخیں اور موجودہ زمانہ کی کلیسیاؤں یا مشنوں کے حالات اور ان کے بانی۔ کلیسیا کی غرض وغیرہ صفحہ ۲۱۲ - عہ

حضرت محمد اور کتاب مقدس۔ اس دعوے کی تحقیق کہ بائبل میں آنحضرت کے متعلق پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ از پادری گولڈسیک صاحب - ۲ ر

عالمگیر مذہب۔ از خواجہ مسیحی مذہب کے وہ کمال جن کے باعث دیگر ادیان پر اسے فوقیت حاصل ہے اس رسالہ میں تمام وکمال جمع کر دیئے گئے ہیں بہت ہی عمدہ تصنیف و ترتیب ہے دبیز کاغذ پر اور سرورق بڑا چھا اور خوبصورت صفحہ ۱۰۰ ۳ ر

خفیہ شاگرد۔ مترجمہ مسٹر الیف۔ ایم۔ نجم الدین صاحب یہ نہایت ہی مفید اور کارآمد ٹریکٹ پہلے نوائے وقت میں مسلسل چھپتا رہا ہے۔ اب بعد نظر ثانی علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔ کاغذ نہایت ہی اعلیٰ اور چکنا صفحہ ۱۲ ہے

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

اس کی اشاعت و دلچسپی کو ترقی دے سکیں۔ مگر ہمارے سارے سوالات لاجواب گئے اور خاموشی ہی کانفرنس کا جواب تھا ہمیں بتایا گیا کہ

(۱) انتظامیہ کمیٹی میں ۲۰ ممبر ہیں۔

(۲) کورم دس ممبروں کا ہے۔

(۳) ہمیں مسٹر کے ایل رلیا رام صاحب کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اُن کے وجود سے کانفرنس کا نام زندہ ہے۔

(۴) ممبروں اور چندہ کی تعداد میں روز افزوں کمی واقع ہو رہی ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص اس کانفرنس کو قبول نہیں کرتا تو اُسے حقیقی کانفرنس الگ جاری کر لینی چاہئے۔

بس یہ جواب تھے جن سے کانفرنس کے ڈھول کا پول کھل گیا۔ اور اب تو بھوت کا سایہ بھی جاتا رہا

آگے ہی اپنی کون سی تھی قدر و منزلت
پر شب کی صحبتوں نے تو کھو دی رہی سہی

ہم ایک بات کا اعتراف کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ کانفرنس کے جسم نیم جان کے دمِ واپسیں میں جو حرکت ہے وہ محض ایم۔ این۔ ہوز صاحب کی ذات بابرکات کی طفیل ہے۔ آپ کلارک آباد میں کانفرنس کے متعلقہ خط و کتابت میں مصروف نظر آئے۔ اگر آپ نہ ہوں تو کانفرنس کا دم ہی نکل جائے۔ اب

قوم سے یہ سوال ہے

کہ بتلائیے جب ہماری کوئی انجمن نہیں تو ہمارے قومی اہم مسائل اقتصادی۔ تمدنی اور سیاسی کی نگہداشت کس طرح ہو سکیگی۔ اور بقول برادرم مسٹر عنایت مسیح صاحب غریب مسیحیوں کے لئے تکلیف کون اُٹھائیگا۔ ضرورت ہے کہ مسٹر ہوز صاحب کی طرح کام کن ہستیاں کانفرنس کو اپنے ہاتھوں میں لیکر اُسے تمام مسیحیوں کی حقیقی نمائندہ بنائیں۔ تاکہ جس طرح ہندوؤں کی کانگریس مسلمانوں کی لیگ۔ اور سکھوں کی شرومنی پربندھک کمیٹی ہے۔ اسی طرح ہماری بھی ایک نمائندہ انجمن قائم ہو جائے۔ اور جب تک یہ کام نہ ہوگا مسیحیوں کی کوئی قوم نہیں بنائی جا سکتی۔ گو ہندوستان میں سکھوں کا شمار ۳۰ لاکھ ہے اور مسیحیوں کا ۶۰ لاکھ۔ لیکن باایں ہمہ مسیحیوں کو کوئی قوم مانا ہی نہیں جاتا اور اسی کمزوری کے باعث ہر جگہ مسیحیوں کا حال تباہ ہو رہا ہے اور یہی حالت اگر متواتر رہیگی تو انجام نہایت ہولناک ہوگا۔ اب دیکھیں کون خدا کا بندہ ظاہری نمود و نمائش کا دشمن اور تکاسل سے بیزار ہو کر میدان عمل میں نکلتا اور قوم کو اس نازک وقت میں سیاسی ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ مسیحیان پنجاب کو چاہیئے کہ کانفرنس کے خانہ ساز فیصلہ پر ہی انحصار نہ رکھیں۔ بلکہ ہر جگہ جلسے کر کے یہ فیصلہ کریں کہ کیا ہم اپنے مسیحی نمائندے جمعیتہ مقننہ یعنی اسمبلی اور کونسل میں بھیجیں یا ہندو مسلمان نمائندوں کو ہی اپنا نمائندہ تسلیم کریں۔ اب کمشن اصلاحات کی جانچ کرنے کے لئے عنقریب آرہا ہے مسیحیوں کا فرض ہے کہ وہ کمشن سے درخواست کریں کہ ہر جگہ ہماری نمائندگی ضروری اور کافی تناسب کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ خاؔن

بہادر عشّاق

*رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ کرسچن نام لیتے ہیں خدا کا اس زمانے میں

قیصر نیرو کے بعد قیصر گلبہ حکمران رہا۔ اس کے بعد ایک سال کے اندر اندر متواتر تین قیصر تخت نشیں ہوئے جن میں سے قیصر ویسپاسیان زیادہ مشہور ہے۔ پھر اُس کے بیٹے طیطس نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے ۷۰ء میں یروشلم کے انہدام کا عزم بالجزم کیا۔ اور ایک بڑی فوج لیکر وہاں جا پہنچا۔ محاصرہ کیوقت اُس نے معلوم کیا کہ شہر کے لوگوں میں نااتفاقی اور خانہ جنگی ہے۔ لہذا دلیر ہو کر اُس نے شہر کا محاصرہ کیا اور رفتہ رفتہ شہر پر قابض ہوا۔ یوسیفس مورخ لکھتا ہے کہ اس محاصرہ میں ۱۲ لاکھ یہودی وبا، کال اور تلوار کی نذر ہوئے اور قریب ایک لاکھ کے اسیر ہو کر مختلف ملکوں میں بھیجے گئے۔ اگرچہ طیطس بہت چاہتا تھا کہ ہیکل مسمار نہ ہو مگر ۱۰ اگست ۷۰ء کو کسی سپاہی نے اُس میں آگ لگا دی جس سے تمام گھر جا کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس محاصرہ میں کوئی مسیحی مقتول نہ ہوا۔ مگر اس کے بعد مختلف جگہوں میں طیطس نے مسیحیوں کو ستایا اور قتل بھی کیا۔

طیطس کے بعد ڈومیشین ۸۱ء میں تخت پر بیٹھا اور مسیحیوں نے کچھ آرام پایا۔ مگر ۹۵-۹۶ء میں اُس نے بڑی بڑی بے رحمیاں کیں۔

یہ قیصر خبطی اور وہمی تھا۔ اس نے لوگوں کو مخبری کے طریقے کی طرف ترغیب دی۔ اور چونکہ اُس کا گمان تھا کہ مسیحی خطرناک ملکی تدبیریں نکالتے ہیں اس لئے وہ اُن کے ساتھ زیادہ تر سختی سے پیش آیا۔ یہودیوں کی اس تہمت نے کہ مسیحی دنیاوی بادشاہی کا قصد کئے ہوئے ہیں اور وہ یسوع کو دوسرا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ ظاہراً اس کے دل پر اثر کر دیا تھا۔ اس نے مسیح کے نزدیکی رشتہ داروں کو ڈھونڈوایا۔ تاکہ اس حریف شاہی خاندان کے وارثوں کو نیست و نابود کرے۔ لیکن جب ہمارے خداوند کے بھائی یہوداہ کے دو پوتے روم میں پہنچائے گئے اور اُس کی عدالت کے آگے پیش کئے گئے۔ تو اُس نے اپنے خطروں کا بے بنیاد ہونا معلوم کیا۔ کیونکہ یہ اشخاص جنکی نسبت قیصر کے دل میں یہ فکر ڈالا گیا تھا فلسطین میں دونوں ایک چھوٹے سے کھیت کے مشترک مالک تھے جسکی اپنے ہاتھوں سے کاشت کیا کرتے تھے۔ حا قیصر نے فوراً معلوم کیا کہ جب میرے خطرے ایسے سادہ اور جاہل کسانوں کے مفسدانہ ارادوں کی خبروں سے پیدا ہوئے تو میں بیشک غلط فہمی سے بہکایا گیا۔ کے بعد ان غریب کسانوں نے ڈومیشین سے پھر ایذا نہ پائی۔

یہ قیصر غرور اور تکبر کے سبب بدنام رہا۔ اس نے اپنا لقب "خدا" رکھا۔ لیکن چونکہ مسیحیوں نے اس لقب کو قبول نہ کیا اس لئے وہ اُن کا جانی دشمن ہوا۔ بموجب روایت اس نے مقدس یوحنا رسول کو کھولتے تیل کی کڑاہی میں ڈالا اور چار گھنٹے تک اُس میں اُبالتا رہا۔ مگر خدا کے فضل سے وہ اُس سے

* یہ مرحوم اکبر کا شعر ہے جسکے دوسرے مصرع میں ہم نے تبدیلی کر کے اسے اپنے مضمون کے مطابق بنا لیا۔ ک س ح

صحیح وسلامت نکل آیا۔ بعدہٗ اُسکو جزیرہ پطمس میں جلاوطن کر دیا۔ اس کا ظلم لوگوں میں یہاں تک مشہور تھا کہ اُس نے خود اپنے بھتیجے فلیوس کلیمنس کو قتل کرایا اور اُسکی۔ الی فلیویہ ڈمیٹلا کو اور مسیحیوں کے ساتھ اُن کے ایمان کے سبب جزیرہ پانڈیٹیا کو جلاوطن کر دیا۔ اور عاشقان مسیح کی ایک کثیر التعداد جماعت کو تہ تیغ کر کے اُن کی جائیداد کو ضبط کیا۔

یہ قیصر نسل نیرو کے نہایت خبیر اور ستمگر تھا۔ اسکے بارے میں مشہور ہے کہ جب یہ لڑکا تھا اس وقت اپنا دل بہلانے کے لئے سوئی سے مکھیوں کو پرویا کرتا تھا اور جب سن تمیز کو پہنچا تو بڑا ظالم نکلا۔ مگر مثل مشہور ہے کہ

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھی شمشیر کا؟

آخرکار ستمبر ۹۶ء میں اپنی بیوی کی سازش سے قتل کیا گیا تب مسیحیوں کو چین ملا۔ عزیز بہنو اور بھائیو! کیا آپ بھی خداوند یسوع مسیح کے عاشق ہو کر اس کے مبارک نام پر فدا ہونے کو تیار ہیں؟

راقم (مسٹر) کے۔ خیراللہ۔ کلارک آباد

اشتہار ۸/۲

ایک عورت مسماۃ جیند زوجہ فضل ساکن رہنین آباد چک ۱۲-۲/ ایل ۹ ضلع منٹگمری کی ہے جو کہ عرصہ ۱۰ ماہ سے اپنے خاوند کو چھوڑ کر کہیں بھاگ گئی ہے اُسکی تلاش ہر چند کی گئی لیکن مطلقاً کوئی پتہ نہیں ملا اگر کسی صاحب کو اُس کی موجودہ رہائش کا علم ہو وے تو اُس کی خبر مہربانی کر کے اشتہار دہندہ کو دیویں اطلاع دینے والے اصحاب کو پانچ روپے انعام دیا جاویگا۔ حلیہ حسب ذیل ہے۔ رنگ گندم نما۔ قد درمیانہ۔ رخسار گال پر ایک ایک تِل اور ٹھوڈی کے نیچے بھی ایک تِل ہے کا نشان ہے اور عمر ۲۵ سالہ ہے

خادم: قادر بخش پاسٹر
کلیسیا رہنین آباد چک ۱۲-۲/ ایل ۹ ضلع منٹگمری

ضرورت ۳/۴

(۱) ڈفرن ہاسپٹل کوئٹہ کو ایک نرس اور فیمیل کمپونڈر کی فوری ضرورت ہے جو بغیر ہرج و نقصان کے کلورو فارم وغیرہ سونگھانے میں مشاق ہو۔ تنخواہ مبلغ ۵۰ روپیہ سے ۶۰ روپیہ ماہوار تک ملیگی۔ اس کے ساتھ رہایش کے لئے مکان۔ ایندھن۔ دھوبی۔ اور یونیفارم الاؤنس مفت ملیگا۔

۲۔ دائی کے کام کی تعلیم کے لئے عورتوں کی بھی ضرورت ہے۔ جنکو مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار سے ۲۰ روپیہ ماہوار تنخواہ یا وظیفہ دیا جائیگا۔

۳۔ ڈلبلڈین میں ایک نرس کی ضرورت ہے جسے مبلغ ۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ دیجائیگی۔ فلدسینڈ میں مبلغ ۵۰ روپیہ تنخواہ ملیگی۔ اور جہاڑیٹ میں بھی مبلغ ۵۰ روپیہ تنخواہ ماہوار ملیگی۔

۴۔ ہندو لاج میں ایک تربیت یافتہ دائی کی ضرورت ہے۔ جسے مبلغ ۳۵ سے ۴۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔ امیدواروں کو اپنی تازہ اسناد کے نقول کے ساتھ اپنی درخواستیں لیڈی ڈاکٹر ڈفرن ہاسپٹل کوئٹہ کے نام جلد روانہ کرنا چاہئے۔

المشتہر۔ لیڈی ڈاکٹر ہاسپٹل۔ کوئٹہ بلوچستان۔

مسیحی کاشتکاران پنجاب کو خوشخبری ۱۲/۴

امسال فصل گندم تھوڑی و ناقص ہے۔ سو جلد گھبرا جائیگی کاشتکاران کو مئی جون جولائی میں کام ہوگا جن کے پاس دو آدمی دو تین جوڑی بیل ہوں ایک جوڑی اپنے کام کیلئے رکھ لیں دو جوڑی بیل جون جولائی کیلئے مرابوالہ متصل گوجرانوالہ میں کاشت منجی کیلئے ہمارے پاس بھیج دیں تو ۳ ماہ میں فی ہل میں کیا منجی کاشت ہوگی یہاں پر پیداوار فی کیلہ ۸ مانی تک ہے قیمت فی مانی ۲۵ روپیہ اور حصہ مزارعہ ۲/۳ پس پیداوار فی ہل کیلئے حصہ ۸ مانی × روپے۔ روپے ہو سکتی ہے

۳۰ ۲/۳ ۸ ۳۵ ۲۶۶۶

المشتہر
جے۔ ڈانیل

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ یونگ مسیحی رفیقوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین انکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات ۸/ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں چرخ کتنا ۸/ سے ۱۲/ تک۔ گرد کو نول ۸/ سے ۱۰/ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بہترین یونانی حکمی دوائیں ۱۲/۴

(۱) دمہ خشک ہو یا تر۔ پرانا ہو یا نیا مجرب اور شرطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے قیمت ۸/

(۲) ہر قسم کی کمزوری کے دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی ۱۲/

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن ضرور بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲/ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر۔ ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈایہ
خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ایچ۔ ای۔ وائی صاحب منیجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا